بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اشارات

تحریکِ اسلامی کے پہلے مرحلے میں کیا کام کس طرح کیا گیا، اور پھر دوسرا مرحلہ جس طرح جن حالات میں شروع ہوا اس کی تشریح پچھلی اشاعت میں کی جا چکی ہے۔ اس بحث کو اگر آپ نے بغور پڑھا ہے۔ تو اس سے دو باتیں آپ پر واضح ہو گئی ہوں گی۔

ایک یہ کہ اول روز سے ہمارے پیشِ نظر ایک ایسی اجتماعی جدوجہد برپا کرنا تھا جو خالص اصولی حیثیت سے اسلام کی دعوت لے کر اٹھے اور اس دین کو ایک مکمل نظامِ زندگی کی حیثیت سے قائم کرنے کی سعی کرے۔ ہمارے نزدیک یہی کام امتِ مسلمہ کا اصل مقصدِ وجود تھا اور ہماری تشخیص یہ تھی کہ دنیا کے تمام بگاڑ، اور مسلمانوں کے عالمگیر تنزل، اور خود برِ عظیم ہند میں مسلمانوں کی قومی مشکلات کی حقیقی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس امت نے وہ کام چھوڑ رکھا ہے جس کے لئے دراصل اس کو پیدا کیا گیا تھا۔ اس غرض کے لئے ہم اپنی کوئی الگ جماعت بنانا نہیں چاہتے تھے بلکہ ہماری خواہش یہ تھی کہ مسلمانوں میں اس چیز کا صحیح احساس پیدا ہو، وہ پہلے خود اسلام کو سمجھیں، پھر اس کے بارے میں اپنے فرض کو پہچانیں، اور پھر قومی حیثیت سے دوسرے مشاغل کو چھوڑ کر اپنی ساری قوت اور اپنی ساری توجہ اپنے دین کی دعوت اور اقامت پر مرکوز کر دیں۔ ہمیں یقین تھا کہ صرف یہی ایک صورت ہے جس سے مسلمان اپنی مشکلات کو بھی دور کر سکتے ہیں اور دنیا کی مشکلات کا بھی صحیح حل پیش کر کے اقوامِ عالم کے امام بن سکتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ہم نے جماعت اس وقت بنائی جب ہماری ۹ سال کی مسلسل تبلیغ و تلقین کے باوجود مسلمانوں نے من حیث القوم اُس راہ کو اختیار نہ کیا جسے ہم پیش کر رہے تھے، جب مسلمانوں کی تمام موجود الوقت جماعتوں نے اسے اپنی اجتماعی سعی کی راہ بنانے سے احتراز کیا، اور جب تقسیمِ ہند مسلمانوں کی قومی پالیسی قرار پا گئی جس کے نتیجے میں لازماً آدھے مسلمان یرغمال کے طور پر ہندو قوم پرستی کے حوالے ہو جانے والے تھے اور بقیہ آدھے مسلمانوں کو

ایک ایسی قومی ریاست میسر آنے والی تھی جس کا ایک حقیقی اسلامی ریاست میں تبدیل ہونا کم از کم اس کے بانیوں اور لیڈروں کی سیرت و کردار کو دیکھتے ہوئے) سخت مشتبہ نظر آتا تھا۔ ان حالات میں ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ مسلمانوں کے اندر جو مٹھی بھر افراد ایسے موجود ہیں جنھوں نے ہماری دعوت کو سمجھا اور دل سے قبول کیا ہے انھیں لے کر جلدی سے جلدی منظم کر لیا جائے اور ان کی تربیت کا کام شروع کر دیا جائے تاکہ ایک ایسا گروہ تیار ہو جو ایک طرف قومی اغراض سے بالاتر ہو کر خالص اقامتِ دین کی سعی کر سکے، اور دوسری طرف اُن حالات کا مقابلہ کر سکے جو تقسیم ہند کے بعد پیش آتے نظر آ رہے تھے۔

اس دوسرے مرحلے کو ہم تنظیم و تربیت کا مرحلہ کہتے ہیں۔ مگر یہ بات ابتدا ہی میں سمجھ لینی چاہیے کہ کسی تحریک کو مراحل میں تقسیم کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ایک مرحلہ کا کام دوسرے مرحلے میں داخل ہونے سے پہلے ختم ہو چکا ہوتا ہے اور پھر بعد کے مراحل میں اسے جاری نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دوسرے مرحلے میں پہلے مرحلے کے کام کو جاری رکھتے ہوئے کچھ مزید کام بھی شروع کر دیے جاتے ہیں۔ تشکیل جماعت کے بعد تنظیم و تربیت کے پروگرام کو شروع کرنے کے ساتھ ہم نے تنقید و تعمیر اور تبلیغ دعوت کے کام کو اسی طرح مسلسل جاری رکھا جس طرح وہ ابتدا سے ہوتا چلا آ رہا تھا۔ اس دور میں جو چیزیں شائع کی گئیں ان کو بھی اگر ناظرین تاریخی ترتیب کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں تو انھیں اُس نقشے کو سمجھنے میں زیادہ سہولت ہوگی جس پر ہم اس دعوت کو آگے بڑھا رہے تھے:

سنہ ۴۲ء - سنہ ۴۷ء، تفہیم القرآن، رسائل و مسائل کے بیشتر مضامین۔

سنہ ۴۲ء، سلامتی کا راستہ

سنہ ۴۳ء، دین حق، اسلام میں قتل مرتد کا حکم۔

سنہ ۴۴ء، اسلام کا اخلاقی نقطۂ نظر، حقیقت شرک۔

سنہ ۴۵ء، حقیقت توحید، اشتراکیت اور نظام اسلام۔

سنہ ۴۶ء، شہادتِ حق۔

۱۹۴۶ء: جماعت اسلامی کی دعوت، بناؤ اور بگاڑ، حقیقتِ تقویٰ۔

ان مطبوعات کے مطالعے سے یہ بات بخوبی واضح ہو سکتی ہے کہ اس مرحلے میں دین کی بنیادی دعوت اور اس کے عملی نظام کی تشریح و توضیح کا کام پہلے مرحلے سے بھی کچھ زیادہ وسعت کے ساتھ انجام دیا گیا اور ۱۹۴۷ء کے وسط تک پہنچتے پہنچتے ایک ایسا وسیع لٹریچر اس ملک کی تعلیم یافتہ آبادی کے لئے فراہم کر دیا گیا جس میں وہ اسلامی نظامِ زندگی کے قریب قریب ہر گوشے کی شکل و صورت قابلِ فہم طریقے سے دیکھ سکتی تھی۔ جماعت کی تنظیم و تربیت کا کام اس پر مستزاد تھا، نہ یہ کہ دعوت کو چھوڑ کر اس مرحلے میں صرف جماعت کی تیاری پر ہی سارا وقت صرف کیا گیا ہو۔

اب ہم ذرا وضاحت کے ساتھ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس جماعت کی تاسیس کے وقت کیا مقصد ہمارے پیشِ نظر تھا، کس قسم کے آدمی ہم تیار کرنا چاہتے تھے اور ان سے کیا کام لینا مطلوب تھا۔ اس غرض کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج کوئی نئی تشریح و توضیح کرنے کے بجائے انہی عبارات کو پھر ایک مرتبہ لوگوں کے سامنے رکھ دیا جائے جن میں ابتداءً جماعت کے مقصدِ تاسیس کو بیان کیا گیا تھا۔

تشکیلِ جماعت سے چار مہینے قبل اپریل ۱۹۴۱ء میں، انہی صفحات میں ایک مضمون لکھا گیا تھا جو ہماری کتاب "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" حصہ سوم میں "ایک صالح جماعت کی ضرورت" کے عنوان سے درج ہے۔ اس میں تفصیل کے ساتھ یہ بتانے کے بعد کہ شرک، رہبانیت اور مغرب کی مادہ پرستانہ تہذیب کی ناکامی کے بعد اب دنیا کا مستقبل صرف ایک ہی نظریہ کے ساتھ وابستہ ہے اور وہ اسلام کا نظریہ ہے، عرض کیا گیا تھا:

"لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہوگا کہ دنیا بس مفتوح ہونے کے لئے تیار بیٹھی ہے، اسلام کی خوبیوں پر ایک وعظ اور اس پر ایمان لانے کے لئے ایک دعوت نامہ شائع ہونے کی دیر ہے، پھر ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ، سب مسخر ہوتے چلے جائیں گے .... دنیا کو آئندہ دورِ ظلمت کے خطرے سے بچانے اور اسلام کی نعمت سے بہرہ ور کرنے کے لئے صرف اتنی بات کافی نہیں ہے کہ یہاں ایک صحیح نظریہ موجود ہے۔ صحیح نظریہ کے ساتھ ایک صالح جماعت کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ایسے لوگ درکار ہیں جو اس نظریہ پر سچا ایمان رکھتے ہوں۔ ان کو سب سے پہلے اپنے ایمان کا ثبوت دینا ہوگا اور وہ صرف اسی طرح دیا جا سکتا ہے کہ وہ

جس اقتدار کو تسلیم کرتے ہیں اس کے خود مطیع بنیں، جس ضابطے پر ایمان لاتے ہیں اس کے خود پابند ہوں، جس اخلاق کو صحیح کہتے ہیں اس کا خود نمونہ بنیں، جس چیز کو فرض کہتے ہیں اس کا خود التزام کریں، اور جس چیز کو حرام کہتے ہیں اسے خود چھوڑیں۔ پھر اُن کو اِس فاسد نظام تہذیب و تمدن و سیاست کے خلاف عملاً بغاوت کرنی ہوگی، اس سے اور اس کے پیروؤں سے تعلق توڑنا ہوگا، اُن تمام فائدوں، لذتوں، آسائشوں اور امیدوں کو جو اِس نظام سے وابستہ ہوں چھوڑنا ہوگا، اور رفتہ رفتہ ان تمام نقصانات، تکلیفوں، اور مصیبتوں کو برداشت کرنا ہوگا جو نظامِ غالب کے خلاف بغاوت کرنے کا لازمی نتیجہ ہیں۔ پھر انھیں وہ سب کچھ کرنا ہوگا جو ایک فاسد نظام کے تسلط کو مٹانے اور ایک صحیح نظام قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اس انقلاب کی جدوجہد میں اپنا مال بھی قربان کرنا ہوگا، اپنے اوقاتِ عزیزہ بھی صرف کرنے پڑیں گے، اپنے دل و دماغ اور جسم کی ساری قوتوں سے بھی کام لینا پڑے گا، قید اور جلاوطنی اور ضبطِ اموال اور تباہی اہل و عیال کے خطرات بھی سہنے ہوں گے اور وقت پڑے تو جانیں بھی دینی پڑیں گی۔ ان راہوں سے گزرے بغیر دنیا میں نہ کبھی کوئی انقلاب ہوا ہے نہ اب ہو سکتا ہے۔ ایک صحیح نظریہ کی پشت پر ایسے صادق الایمان لوگوں کی جماعت جب تک نہ ہو محض نظریہ خواہ کتنا ہی بلند پایہ ہو کتابوں کے صفحات سے منتقل ہو کر ٹھوس زمین میں کبھی جڑ نہیں پکڑ سکتا...... زمین اتنی حقیقت پسند ہے کہ جب تک کسان اپنے صبر سے، اپنی محنت سے اپنے بہتے ہوئے پسینے سے اور اپنی جفاکشی سے اُس پر اپنا حق ثابت نہیں کر دیتا، وہ لہلہاتی ہوئی کھیتی اگلنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔"

تشکیل جماعت کے ایک سال بعد اکتوبر ۱۹۴۲ء میں دربھنگہ کے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے جو تقریر کی گئی تھی اس کے چند فقرے یہ ہیں:

"ہمارے لئے خارج سے بڑھ کر باطن اہمیت رکھتا ہے۔ اس وجہ سے محض تنظیم اور محض ایک چھوٹے سے ضابطہ بند پروگرام پر لوگوں کو چلانے اور عوام کو کسی ڈھرے پر لگا دینے سے ہمارا کام نہیں چلتا۔ ہمیں ایک عوامی تحریک چلانے سے پہلے ایسے آدمی تیار کرنے کی فکر کرنی ہے جو بہترین اسلامی سیرت کے حامل ہوں اور ایسی اعلیٰ درجے کی دماغی صلاحیتیں بھی

رکھتے ہوں کہ تعمیر افکار کے ساتھ اجتماعی قیادت کے دوہرے فرائض سنبھال سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں عوام میں تحریک کو پھیلا دینے کے لئے جلدی نہیں کر رہا ہوں بلکہ میری تمام تر کوشش اس وقت یہ ہے کہ ملک کے اہلِ دماغ طبقوں کو متأثر کیا جائے اور ان کو کھنگال کر صالح ترین افراد کو چھانٹ لینے کی کوشش کی جائے جو آگے چل کر عوام کے لئے لیڈر بھی بن سکیں اور تہذیب و تمدن کے معمار بھی...... یہ اعتراض بجا ہے کہ کثیر التعداد عوام کو اس نقشے کے مطابق بلند سیرت بنانے کے لئے مدتِ مدید درکار ہے۔ مگر ہم اپنے انقلابی پروگرام کو عوام کی اصلاح کے انتظار میں ملتوی کرنا نہیں چاہتے۔ ہمارے پیشِ نظر کام کا جو نقشہ ہے وہ یہ ہے کہ عوام کی سربراہ کاری کے لئے ایک ایسی مختصر جماعت فراہم کر لی جائے جس کا ایک ایک فرد اپنے بلند کیرکٹر کی جاذبیت سے ایک ایک علاقے کے عوام کو سنبھال سکے...... تاکہ ان مرکزی شخصیتوں کے ذریعے سے عوام کی قوتیں مجتمع اور منظم ہو کر اسلامی انقلاب کی راہ میں صرف ہوں۔ ایک ٹھوس، پائیدار اور ہمہ گیر انقلاب کا لازمی ابتدائی مرحلہ یہی ہے۔ اس مرحلے کو صبر سے طے کرنا ہی پڑیگا۔"

(روداد جماعت اسلامی حصہ اول۔ ص ۵۸)

مارچ ۱۹۴۵ء میں اجتماعِ دارالاسلام کے موقع پر جو تقریر کی گئی تھی اس کے حسبِ ذیل فقرے بھی قابلِ ملاحظہ ہیں:

"اب میں مختصر طور پر آپ کو بتاؤں گا کہ وہ کم سے کم ضروری صفات کیا ہیں جو اس دعوت کے کام کرنے والوں میں ہونی چاہئیں...... قبل اس کے کہ آپ باہر کی دنیا میں خدا کے باغیوں کے مقابلے پر نکلیں، اُس باغی کو مطیع بنائیے جو خود آپ کے اندر موجود ہے اور خدا کے قانون اور اس کی رضا کے خلاف چلنے کے لئے ہر وقت تقاضا کرتا رہتا ہے۔ اگر یہ باغی آپ کے اندر پل رہا ہے اور آپ پر اتنا قابو یافتہ ہے کہ آپ سے رضائے الٰہی کے خلاف اپنے مطالبے منوا سکتا ہے تو یہ بالکل ایک بے معنی بات ہے کہ آپ بیرونی باغیوں کے خلاف اعلانِ جنگ

کریں۔۔۔۔۔۔۔۔ حدیثِ نبویؐ کے مطابق اپنے آپ کو اس گھوڑے کی طرح بنایئے جو ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہے۔ وہ خواہ کتنا ہی گھومے پھرے، بہرحال اُس حد سے آگے نہیں جا سکتا جہاں تک اس کی رسّی اسے جانے دیتی ہے، ایسے گھوڑے کی حالت اس آزاد گھوڑے سے بالکل مختلف ہوتی ہے جو ہر میدان میں گھومتا ہے، ہر کھیت میں گھس جاتا ہے اور جہاں ہری گھاس دیکھتا ہے وہیں پوری بے صبری کے ساتھ ٹوٹ پڑتا ہے۔ آپ آزاد گھوڑے کی سی کیفیت اپنے اندر سے نکالیں اور کھونٹے سے بندھے ہوئے گھوڑے کی کیفیت اپنے اندر پیدا کریں۔"

(روداد جماعت اسلامی حصہ دوم۔ صفحہ ۱۷-۱۸)

"آپ بہ حیثیتِ فرد اور بحیثیتِ جماعت اپنے نصب العین کے اتنے دلدادہ اور اپنے اصول کے اتنے پابند ہو جائیں کہ آپ کے گرد و پیش جو لوگ کسی نصب العین کے بغیر بے اصول زندگیاں بسر کر رہے ہیں وہ آپ کی پابند اصول زندگی کو گوارا نہ کر سکیں۔۔۔۔۔۔۔ (مگر بگڑی ہوئی سوسائٹی کے ساتھ آپ کی) یہ ساری کشمکش اُس ذہنیت کے ساتھ ہونی چاہیئے جس کے ساتھ ایک ڈاکٹر بیماروں سے کشمکش کرتا ہے۔ دراصل وہ بیمار سے نہیں بلکہ بیماری سے لڑتا ہے اور اس کی تمام جدوجہد ہمدردی کی روح سے لبریز ہوتی ہے۔" (ایضاً صفحہ ۸-۹)

ہمیں مسلسل اور پیہم سعی اور باقاعدگی کے ساتھ کام کرنے کی عادت ہونی چاہیئے۔ ایک مدت دراز سے ہماری قوم اس طریقِ کار کی عادی رہی ہے کہ جو کام ہو کم سے کم وقت میں ہو جائے، جو قدم اٹھایا جائے ہنگامہ آرائی اُس میں ضرور ہو، چاہے مہینہ دو مہینہ میں سب کیا کرایا غارت ہو کر رہ جائے۔ اس عادت کو ہمیں بدلنا ہے۔ اس کی جگہ بتدریج اور بے ہنگامہ کام کرنے کی مشق ہونی چاہیئے۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اگر آپ کے سپرد کیا جائے تو بغیر کسی فوری اور نمایاں نتیجہ کے اور بغیر کسی داد کے آپ اپنی پوری عمر صبر کے ساتھ اسی میں کھپا دیں۔ جہاد فی سبیل اللہ میں ہر وقت میدان گرم ہی نہیں ہوا کرتا ہے اور نہ ہر شخص اگلی ہی صفوں میں لڑ سکتا ہے۔ ایک وقت کی میدان آرائی کے لئے بسا اوقات پچیس پچیس سال تک لگاتار خاموش

تیاری کرنی پڑتی ہے اور اگلی صفوں میں اگر ہزاروں آدمی لڑتے ہیں تو ان کے پیچھے لاکھوں آدمی جنگی ضروریات کے اُن چھوٹے چھوٹے کاموں میں لگے رہتے ہیں جو ظاہر بین نگاہوں میں بہت حقیر ہوتے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۲۷-۲۸)

دسمبر ۱۹۴۴ء میں اجتماعِ لاہور کے موقع پر جو تقریر کی گئی تھی، اس کے بھی چند اقتباسات ہمارے مدعا پر اچھی روشنی ڈال سکتے ہیں:-

"ہمارا مطالبہ ہر مومن سے یہ ہے کہ وہ حنیف ہو، یک سو ہو، یک رنگ مومن و مسلم ہو، ہر اس چیز سے کٹ جائے (اور نہ کٹ سکتا ہو تو پیہم کٹنے کی جدوجہد کرتا رہے) جو ایمان کی ضد اور مسلمانہ طریقِ زندگی کے منافی ہو، اور اچھی طرح مقتضیاتِ ایمان میں سے ایک ایک تقاضے کو سمجھے اور اسے پورا کرنے کی پیہم سعی کرتا رہے۔" (دعوتِ اسلامی اور اس کے مطالبات ص ۲۱)

"ہماری دعوت صرف اسی حد تک نہیں ہے کہ دنیا کی زمامِ کار فساق و فجار کے ہاتھ سے نکل کر مومنین صالحین کے ہاتھ میں آئے، بلکہ ایجابی طور پر ہماری دعوت یہ ہے کہ اہلِ ایمان و صلاح کا ایک ایسا گروہ منظم کیا جائے جو نہ صرف اپنے ایمان میں پختہ ہو، نہ صرف اپنے اسلام میں مخلص و یک رنگ ہو، نہ صرف اپنے اخلاق میں صالح اور پاکیزہ ہو، بلکہ اس کے ساتھ اُن تمام اوصاف اور قابلیتوں سے بھی آراستہ ہو جو دنیا کی کارگاہِ حیات کو بہترین طریقے پر چلانے کے لئے ضروری ہیں۔ اور صرف آراستہ ہی نہ ہو بلکہ دُنیا کے موجودہ کارفرماؤں اور کارکنوں سے اُن اوصاف اور قابلیتوں میں اپنے آپ کو فائق تر ثابت کر دے۔" (ایضاً صفحہ ۲۳-۲۴)

"ہم دراصل ایک ایسا گروہ تیار کرنا چاہتے ہیں جو ایک طرف زہد و تقویٰ میں اصطلاحی زاہدوں اور متقیوں سے بڑھ کر ہو، اور دوسری طرف دنیا کے انتظام کو چلانے کی قابلیت و صلاحیت بھی عام دنیا داروں سے زیادہ اور بہتر رکھتا ہو۔ ہمارے نزدیک دنیا کی تمام خرابیوں کا ایک سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ نیک لوگ نیکی کے صحیح مفہوم سے ناآشنا ہونے کی

(بقیہ بر صفحہ ۱۰۹)